بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حزب العلماء یو کے و مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ

www.hizbululama.org.uk / info@hizbululama.org.uk

---------------------1/2----------------------

آہ مولانا شمس الحق مشتاق صاحبؒ (برمنگھم۔ یو کے)

حزب العلماء یو کے اور مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ کے ذمہ داران مولانا قاضی شمس الحق مشتاق کی ناگہانی وفات پر اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے دعاء کرتے ہیں کہ اللہ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے، آمین

موصوف اپنی بیماری کے حوالہ سے برطانیہ سے چند دن پہلے پاکستان کا سفر کرتے ہوئے اسلام آباد میں مولانا فیض الرحمٰن عثمانی صاحب کے ہاں اقامت پذیر تھے کہ اچانک بیماری نے زور پکڑا جس پر آپ کو اسلام آباد کمپلیکس میں داخل کیا گیا جہاں مورخہ ۳ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۹ مارچ ۲۰۱۰ء بروز جمعہ شام چار بجے کے قریب آپؒ اللہ کو پیارے ہوگئے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

مرحوم اتحادِ امت کے کاز کے لئے مختلف تنظیمات و مسالک کے علماء و سربراہوں کا آپس میں ایک دوسرے کو بردباری، صبر و تحمل سے برداشت کرنے کا عملی نمونہ تھے اور اسی درد و تڑپ میں بیماری کے باوجود فلسطینیوں کے لئے امداد جمع کرکے اس کی تقسیم کے مختلف الوفود قافلہ میں چالیس روزہ مشکل ترین سفر میں شامل بھی رہے ،موصوف کے عملی کردار سے عام مسلمان خاص کر علمائے کرام و سربراہانِ تنظیمات کو جو سبق ملتا ہے وہ یہی ہے کہ ہم سب دیارِ غیر میں اپنے تنظیمی، مسلکی و سیاسی تمام اختلافات کو شرعی حدود میں رکھتے ہوئے اسلامی معاشرے کو زحمت کے بجائے رحمت بنا کر غیروں کے سامنے اسلام کی عظمت کو اجاگر کریں۔

مرحوم تنظیمی تفریق کے باوجود دوسری تنظیموں کی شرعی و سیاسی حق بات پر ساتھ دینے کے اپنے قول و فعل پر ہمیشہ ثابت قدم رہے اور جب بھی موقعہ آیا تو اس سے ہرگز پس و پیش نہ کیا، جس کی دو مثالیں قارئین کی پیشِ خدمت ہیں؛ (۱) پہلی مثال برمنگھم میں ہونے والے علماء و عوام پر مشتمل اس اجلاس کی ہے جس میں اسٹیج پر موجود ایک مقرِر کی چرب زبانی کو آپؒ تحمل و برداشت سے سنتے رہے مگر بڑھتے بڑھتے مقرِر نے بڑی ڈھٹائی سے جب یہ کہا کہ ''پاکستان میں سرحد کے علاقہ کے علماء اور مفتیوں کی مثال تو ایسی ہے کہ ''کوئی بندوق بردار دو آدمیوں کو پکڑ کر مفتی کے پاس لیجا کر کہتا ہے کہ ان سے گواہی لے لو اور چاند ہونے کا اعلان کردو! تو مفتی بیچارہ بندوق سے ڈر کے مارے چاند ہونے کا اعلان کردیتا ہے''، (اناللہ وانا الیہ راجعون) اس پر آپؒ جوشِ ایمانی سے اپنی جگہ پر کھڑے ہوگئے! (کیونکہ مقرِر جو خود کو جہاں ''صاحبِ تقویٰ دینی عالم'' کے طور پر پیش کررہا تھا وہیں وہ عوام و علماء کے مجمعہ کے سامنے جھوٹے اور اپنے ہی گھڑے ہوئے خیالات کی کہانی بنا کر ''دینی اصول و نصوص کو تنقیص و مذاق'' کا نشانہ بنا کر آپ ﷺ کے لائے ہوئے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى والے دین کی دھجیاں اوڑا رہا تھا)،

بہرحال آپؒ نے اپنی جگہ پر کھڑے ہوکر بھرے مجمعہ میں مقرِر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا؛- آپ سرحد کے علماء و مفتیانِ کرام کو بندوق کی نوک تلے دب کر شرعی اصولوں سے منحرف ہوتے ہوئے چاند دیکھے بغیر ہی اس کے ہوجانے کا اعلان کرنے والے کہتے ہیں!

سنئے؛ میں خود پاکستان کے صوبہ سرحد کے علاقہ کا رہنے والا ہوں، (یاد رہے کہ مقرِّر کا تعلق ہندوستان کے صوبہ بہار سے تھا)،

بہرحال آپؒ نے فرمایا؛ جوبات میں کہوں گا اس کا کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا کہ ''سرحد کا عالم یا مفتی کوئی بندوق بردار تو کیا! اگر مشرّف بھی سامنے آکر ان سے دین کے خلاف غلط بات منوانے پر تل جائے تو وہ اپنی جان تو قربان کردے گا مگر ''اسلام اور اس کے اصول و نصوص'' کے خلاف کرنے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتا! (یاد رہے کہ اس وقت بدنامِ زمانہ جنرل مشرف کی حکومت تھی جس نے اپنی طاقت کے بل بوطے پر پاکستان کا ستیاناس کرکے اسے دنیا بھر میں بدنام کردیا)

موصوف نے مزید کہا کہ؛ آپ کو کیا معلوم! ہمارے ہاں سرحد میں ہر طرف پہاڑی علاقہ ہے اور برسہا برس سے وہاں ہر ماہ چاند دیکھ کر اس کی تاریخ جاننے کا رواج چلا آرہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر ماہ چاند کی گردش کے حوالہ سے اسے دیکھنے کے لئے وہاں الگ الگ پہاڑیوں پر جگہیں بھی متعین ہوچکی ہیں جسے وہاں کا بچہ بچہ جانتا ہے وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مرحوم کے اِن چند کلمات سے پورے مجمعہ پر سناٹا چھا گیا اور یہ مقرِر جو دین کو مذاق بنا رہا تھا آپ نے اسے ''صراطِ مستقیم'' پر

آجانے کی راہ دکھائی!

قارئین کی معلومات میں اضافہ کے لئے عرض ہے کہ یہ مقرر وہی بدنامِ زمانہ شخص ہے جس نے بریڈفورڈ کی مسجد میں اپنے ایمان کو بیچتے ہوئے خود کے روزہ دار ہونے کو چھپایا تھا اور روزہ کی حالت ہی میں عید کی نماز اس خدشہ پر پڑھائی تھی کہ کمیٹی والے اور مسجد کے مصلی حضرات عید کی نماز نہ پڑھانے پر کہیں ناراض ہوکر ہوم آفس والوں کو اسے نوکری پر رکھنے سے ہی منع نہ کردے! اور اس طرح وہ کہیں برطانیہ میں قیام کے حق سے محروم ہی نہ ہو جائے! (یہ کوئی مذاق نہیں بلکہ ایک سچا واقعہ ہے جو نمازِ عید کے بعد دوسرے محلّہ کی مسجد کے جان پہچان والے ایک صاحب کے گھر پر موصوف نے خود ہی اپنا راز کھولدیا تھا اور وہاں موجود سب کے سامنے پلیٹوں میں موجود عیدی کے کھانے سے موصوف نے یہ کہکر انکار کردیا کہ میرا تو روزہ ہے! تب ان ہی میں کے ایک صاحب نے پوچھا کہ آپ تو وہاں خطبہ ونمازِ عید پڑھا کر آرہے ہیں تو کیا روزہ رکھ کر خطبہ وعید نماز ہوسکتی ہے اور کیا مصلیوں کی نماز ہوگئی؟ جس پر موصوف نے جواباً کہا کہ ''میرے بھی بال بچے ہیں، مجھے ابھی یہاں کا حق نہیں ملا ہے، میں روزہ رکھ کر عید پڑھانے پر مجبور ہوں''! (انا اللہ وانا الیہ راجعون)

یہی تو ایمان بیچنا ہوا، اب یہ فتینِ فتین جو برمنگھم یوکے کے اس بھرے مجمعہ میں اپنی مذکورہ حرکت (جسے عالمِ دین تو کیا، کوئی جاہل بھی کیسی ہی مجبوری کیوں ہو! نہیں کرے گا) اپنی خود کی اس حرکت سے ایمان بیچنے کی بات تو نہیں کرتا جو اس نے دینِ اسلام اور عام مسلمانوں کے ساتھ جان بجھ کر بھونڈا مذاق کرکے خود کو سراپا سیاہ کرلیا اور جس کی جوابدہی روزِ محشر ہونی باقی ہے! مگر یہ دوسری طرف پاکستان کے صوبہ سرحد کے علماء ومفتی صاحبان کو بندوق بردار سے ڈرکر ''ایمان بیچنے والے'' کی اپنی خود ساختہ من گھڑٹ کہانی سنا کر ساتھ ہی دینِ محمدی کو مذاق بھی بنا رہا ہے! اور اپنی اس بیہودہ حرکت کو مجبوری وجواز کا درجہ دیکر عوام کو دھوکہ دیتے ہوئے روزہ کے ساتھ عید کی نماز بھی پڑھا رہا ہے! اس طرح یہ برطانوی حق کے حاصل ہونے کی گارنٹی کو یقینی بنا رہا ہے! اس طرح کرنے کے باوجود یہ خود کے بجائے دوسروں پر الزام تراش رہا ہے! کہاوت کے مثل بدطینت کو اپنے آئینہ دل میں وہی بات نظر آتی ہے جو خود کرتا رہتا ہے اور خود میں موجود ہوتی ہے۔

(۲) دوسری مثال بھی ملاحظہ ہو؛ آپؒ تنظیمی طور پر حزب العلماء یوکے ومرکزی رویتِ ہلال کمیٹی کے بجائے علماء کی ایک اور تنظیم سے منسلک تھے، اس کے باوجود آپ نے یہ خیال نہ کیا کہ میں جو یہ کام کروں گا تو اس سے دوسری تنظیموں کو اپنے مقابل مشتہر کرنا ہوگا۔ موصوف کی یہ مثبت سوچ اس لئے تھی کہ آپ کے سامنے دنیوی عزت وتکریم وعہدوں کے بجائے سب سے بڑھ کر ''دینِ متین اور شرعِ محمدی ﷺ'' کی اہمیت تھی اور جسے آپ نے عملاً نبھایا، یہ واقعہ اس طرح ہے کہ جب ہماری طرف سے ثبوتِ ہلال کے سلسلہ میں کتب شائع ہوئیں تو انہیں تقسیم کرنے کے لئے آپؒ ہم سے منگواتے رہے حالانکہ انہیں ہماری کتب کے تقسیم کرنے سے سوائے ''دین کی حق بات کے پھیلنے کے'' ان کا اپنا نام یا اپنی تنظیم کی تشہیر کا بظاہر ذرہ برابر کوئی فائدہ نہ تھا، مگر آپ نے انہیں تقسیم فرمایا اور یہ نہ سوچا کہ ان کتب میں نہ تو میرا یا میری تنظیم کا نام نہیں میں کیوں دلچسپی لوں؟ معلوم ہوا کہ آپؒ کے مدِ نظر صبر وتحمّل سے ایک دوسرے کو برداشت کرکے حق واسلام کا بول بالا ہی مقصود تھا۔

مذکورہ دو مثالیں حضرت مولانا شمس الحق مشتاق صاحب مرحوم کے دینی جذبات میں ''ثابت قدمی'' کے ضمن میں بیان ہوئیں، مولانا مرحوم کی وفات اور آخری وقت کے حوالہ سے جو بات ہمارے سامنے آئی ہے اس کے مطابق مورخہ ۳ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ بعد نمازِ جمعہ آپؒ نے مولانا عزیز الرحمٰن صاحب سے فرمایا کہ ''مبارک ہو میرا اخیری وقت آپہونچا''، پھر آپؒ نے خود ہی ایک شاگرد کو سورۃ البیّنہ اور دوسرے کو سورۃ الملک پڑھنے کے لئے فرمایا اور خود پہلے کی طرح آیۃ الکرسی پڑھنے لگے، جب سورتوں کی تلاوت ختم ہوئی تو آپ نے ان شاگردوں اور مولانا محبوب الرحمٰن صاحب کے ساتھ دعاء کی اور دوبارہ آیۃ الکرسی کی تلاوت میں مصروف ہوگئے اور اسی جاری تلاوت کے درمیان ہی جمعہ کی شام چار بجے کے قریب آپ کی جان قفسِ عنصری سے جدا ہوگئی! انا اللہ وانا الیہ راجعون

رب العالمین سے ہم سب دعاء کرتے ہیں کہ وہ کریم ذات پاکستان کے تمام شہید علماء اور مولانا شمس الحق کو جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطاء فرمائے اور تمام مسلمین، مقربین، مرحومین اور ہم سب کی بھی اپنے حبیب ﷺ کے صدقہ طفیل مغفرت فرمائے، آمین

وصلی اللہ علی النبی الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین ومن تبعہ الیٰ یوم الدین